

روشن احکام کہ زکام سے وضو نہیں

لمح الاحکام ان لا وضوء من الزکام

۱۳۲۲ھ

تصنیف لطیف:۔ اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

رسالہ

لمع الاحکام ان لا وضوء من الزکام

۱۳

۲۴

(روشن احکام کہ زکام سے وضو نہیں)

بسم الله الرحمن الرحيم

غرة ذی القعدة ۱۳۲۴ھ

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زکام جاری ہونے سے وضو جاتا ہے یا نہیں؟
بیّنوا ثبوتہ و (بیان کیجئے اجر لیجئے۔ ت)

الجواب

الحمد لله الذی حمده نور و ذکرہ
طہور و الصلوۃ والسلام علی سید
کل طیب طاهر و آلہ وصحبہ الاطائب
الاطاھر۔
تمام تعریف خدا کے لئے، جس کی حمد نور ہے اور جس
کا ذکر طہور ہے اور درود و سلام ہو ہر طیب و
طاہر کے سرکار اور ان کی اطیب و اطہر آل و
اصحاب پر۔ (ت)

زکام کتنا ہی جاری ہو اس سے وضو نہیں جاتا کہ محض بلغمی رطوبات طاہرہ ہیں جن میں آمیزش

نہ : مسئلہ زکام کتنا ہی بے وضو نہیں جاتا۔

خون یا ریم کا اصلاً احتمال نہیں۔

اقول ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بلغم کی قے کسی قدر کثیر ہو، ناقض وضو نہیں — درمختار میں ہے :

لا ینقصہ فی صفت بلغم علی المعتمد
اصلاً

قول معتمد کی بنیاد پر بلغم کی قے اصلاً ناقض وضو نہیں۔ (ت)

حاشیہ علامہ طحاوی میں ہے :

شامل للناسیل من الرأس والصاعد
من الجوف وقوله علی المعتمد راجع
إلی الشافعی لأن الأول باتفاق
علی الصحیح

یہ حکم سر سے اترنے والے اور معدہ سے چڑھنے والے دونوں قسم کے بلغم کو شامل ہے۔ اور ان کا قول "علی المعتمد" (قول معتمد کی بنیاد پر) دوم (معدہ والے) کی طرف راجع ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ اول میں وضو نہ ٹوٹنے کا حکم بالاتفاق ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

اصلاً ای سواء کانت صاعداً من الجوف
أو نازلاً من الرأس خلافاً لابی یوسف
فی الصاعد من الجوف الیه اشار
بقوله علی المعتمد ولو اخره لکان
اولیٰ أم ای لان تقدیمہ یوهم ان
فی عدم النقص بالبلغم خلافاً
مطلقاً وليس كذلك فی الصحیح۔

"اصلاً" یعنی معدہ سے چڑھنے والا ہو یا سر سے اترنے والا — ح — اور معدہ سے چڑھنے والے میں امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔ اس کی طرف لفظ "علی المعتمد" سے اشارہ کیا ہے۔ اگر اسے "اصلاً" کے بعد رکھتے تو بہتر تھا۔ اور یعنی اس لئے کہ اسے پہلے رکھ دینے سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بلغم سے وضو نہ ٹوٹنے میں مطلقاً اختلاف ہے حالانکہ بر قول صحیح ایسا نہیں ہے۔ (ت)

ف : مسئلہ بلغم کی قے کتنی ہی کثیر ہو وضو نہ جائے گا۔

۲۶/۱	مطبع مجتہائی دہلی	کتاب الطہارۃ	۱۰۰ الدر المختار
۷۹/۱	المکتبۃ العربیۃ کوئٹہ	"	۱۰۱ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار
۹۴/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	مطلب فی نواقض الوضو	۱۰۲ رد المختار کتاب الطہارۃ

نور الايضاح ومراقى الفلاح میں ہے،

عشرة اشیاء لا تنقض الوضوء منها
قت بلغم ولو كان كشیر العدم تخلل
النجاسة فيه وهو طاهر
دس چیزیں ناقض وضو نہیں ہیں ان میں سے ایک
بلغم کی قے ہے اگرچہ زیادہ ہو، اس لئے کہ
نجاست اس کے اندر نہیں جاتی اور وہ خود
پاک ہے۔ (ت)

یہ تصریحات جلیہ ہیں کہ بلغم جو دماغ سے اترے بالاجماع ناقض وضو نہیں، اور ظاہر ہے کہ
زکام کی رطوبتیں دماغ ہی سے نازل ہیں تو ان سے نقض وضو کسی کا قول نہیں ہو سکتا، حکم مسئلہ تو اسی
قدر سے واضح ہے مگر یہاں علامہ سید طوطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک شہید عارض ہوا جس کا منشا
یہ کہ ہمارے علمائے فرمایا: جو سالی چیز بدن سے بوجہ علت خارج ہو ناقض وضو ہے مثلاً آنکھیں
دکھتی ہیں یا جسے دھکے کا عارضہ ہو یا آنکھ، کان، ناف وغیرہ میں دانہ یا ناسور یا کوئی مرض ہو ان
وجہ سے جو آنسو، پانی بے وضو کا ناقض ہو گا۔ درمختار باب الحيض میں ہے:

صاحب عذر من به سلس بول او
استحاضة او بعينه مرمد او عمش
او غراب و كذا كل ما يخرج بوجع
ولو من اذن او شدة او
سرة۔
عذر والا وہ ہے جسے بار بار پیشاب کا قطرہ
آتا ہو یا استحاضہ ہو یا آنکھ میں رمد یا عمش
یا غراب ہو (آشوب یا چندھاپن یا کوئی پھنسی
ہو) اور اسی طرح ہر وہ چیز جو کسی بیماری کی وجہ
سے نکلے اگرچہ کان یا پستان یا ناف سے ہو۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے،

قوله مرمد ای ویسیل منه قوله "آشوب ہو" یعنی اس سے پانی بھی

۱۔ معروضۃ علی العلامة ط۔

۲۔ مسئلہ آنکھیں دکھنے یا دھکے میں جو آنسو ہے یا آنکھ، کان، چھاتی، ناف وغیرہ سے
دانے، ناسور خواہ کسی مرض کے سبب پانی بے وضو جاتا رہے گا۔

الد مع قوله عمش ضعف الرؤية مع
ميلان الدم مع في أكثر الاوقات قوله
غرب، قال المطر نرى هو عرق في
مجري الدم مع يسقى فلا ينقطع مثل
الباسور وعن الاصمعي بعينه غرب
اذا كانت تسيل ولا تنقطع دموعها و
الغروب بالتحريرك ورم في
الماقي

بہتا ہو۔۔۔ قولہ عمش یعنی اکثر اوقات پانی بہنے
کے ساتھ، بصارت کی کمزوری ہو۔۔۔ قولہ
غرب۔۔۔ مطرزی نے کہا: یہ آنسو بہنے کی ایک
رگ ہوتی ہے جو بہنے لگتی ہے تو بند نہیں ہوتی جیسے
بواسیر۔۔۔ اصمعی سے منقول ہے: "بعينه
غرب" اس وقت بولتے ہیں جب آنکھ بہتی رہتی
ہو اور اس کے ساتھ آنسو تھمتے نہ ہوں۔ اور
غروب۔۔۔ رپر حرکت کے ساتھ۔۔۔ آنکھ کے
کویوں میں ایک ورم ہوتا ہے۔ (ت)

اس پر علامہ طحاوی نے فرمایا،
ظاہرہ یعم الانف اذا نزل

یعنی ظاہرہ آئینہ ناک کو بھی شامل ہے جب

علامہ شامی نے اس پر اعتراض کیا کہ ہمارے علمائے تصریح فرما چکے ہیں کہ سوتے آدمی کے منہ سے جو
رال بے اگرچہ پیٹ سے آئے اگرچہ بدبودار ہو پاک ہے، قول سید طحاوی نقل کر کے فرماتے ہیں:
لکن صرحوا بان ماء فم النائم طاهر
ولو متنا فتأمل
لیکن علمائے تصریح فرماتی ہے کہ سونے والے
کے منہ کی رال اگرچہ بدبودار ہے، پاک ہے۔
تو تامل کرو۔ (ت)

اقول علامہ طحاوی کی طرف سے اس پر دو شبہ وارد ہو سکتے ہیں:
اول کلام اس پانی میں ہے کہ مرض سے بچے اور سوتے میں رالی نکلتا مرض نہیں، نہ اس کی

۱۔ مسئلہ سوتے میں جو رال بچے اگرچہ پیٹ سے آئے اگرچہ بدبودار ہو پاک ہے۔
۲۔ معروضۃ علی العلامة ش۔

۲۰۲/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	۱۔ رد المحتار کتاب الطہارة باب الحيض
۱۵۵/۱	المکتبۃ العربیۃ کونستانتینوپل	۲۔ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار
۲۰۲/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	۳۔ رد المحتار کتاب الطہارة

بُودِ لیل علت ہے، جیسے آخر روز میں بُرے دہانِ صائم کا تغیر۔
 دوم عوارض مکلف میں ادھر سے کلیہ ہے کہ جو حدث نہیں نجس نہیں اور اس کا عکس کلی نہیں
 کہ جو نجس نہ ہو حدث بھی نہ ہو، نیند، جنون، بیہوشی کو نجس نہیں کہہ سکتے اور ناقض وضو ہیں اور سب سے
 بہتر مثال ریح ہے کہ صحیح و معتد مذہب پر ظاہر ہے اور بالاجماع حدث ہے تو آب دہانِ نائم کی
 طہارت سے استدلال جلتے مجالِ مقال ہوگا۔ درمختار میں ہے :

کل ما ليس بحدث ليس بنجس وهو الصحيح
 ہر وہ جو حدث نہیں، نجس بھی نہیں۔ یہی صحیح ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں درایہ سے ہے :

انها لا تنعكس فلا يقال ما لا يكو
 نجسا لا يكو حدثا لان النوم و
 الجنون والاعماء وغيرها حدث و
 ليست بنجسة
 اس کلیہ کا عکس نہ ہوگا تو یہ نہ کہا جائے گا کہ
 جو نجس نہ ہوگا وہ حدث بھی نہ ہوگا۔ اس لئے
 کہ نیند، جنون، بیہوشی وغیرہا حدث ہیں
 اور نجس نہیں۔ (ت)

حاشیہ طحاویہ میں ہے :

فيلزم من انتفاء كونه حدثا انتفاء
 كونه نجسا ولا ينعكس فلا يقال
 ما لا يكو نجسا لا يكو حدثا فان النوم و
 الاعماء والريح ليست بنجسة وهي احدث
 حدث نہ ہونے کو، نجس نہ ہونا لازم ہے اور اسکے
 برعکس نہیں۔ تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جو نجس نہ ہوگا
 وہ حدث بھی نہ ہوگا اس لئے کہ نیند، بیہوشی
 اور ریح نجس نہیں اور یہ سب حدث ہیں ۱۰۰۔

۱۔ معروضۃ آخری علیہ۔

۲۔ مسئلہ بدن مکلف سے جو چیز نکلے اور وضو نہ جائے وہ ناپاک نہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ جو
 ناپاک نہ ہو اس سے وضو نہ جائے۔

۳۔ مسئلہ صحیح یہ ہے کہ ریح جو انسان سے خارج ہوتی ہے پاک ہے۔

۲۶/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	کتاب الطہارۃ	لہ الدر المختار
۹۵/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لہ رد المختار
۸۱/۱	المکتبۃ العربیہ کوئٹہ	کتاب الطہارۃ	لہ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار

اقول وھنا وھم عرض ف فھم
القضية وفھم العكس للعلامة الشامي
في رد المحتار نہت علیہ فیما علقت
علیہ ولعل لنا فی آخر الكلام عودا
الیہ۔

اقول اور یہاں قضیہ اور اس کے عکس کو
سمجھنے میں علامہ شامی کو رد المحتار میں ایک وہم
درپیش ہوا ہے جس پر میں نے حاشیہ رد المحتار میں
تنبیہ کی ہے۔ اور امید ہے کہ آخر کلام میں ہم اس
طرف لوٹیں گے۔ (ت)

اور اگر یہ ثابت کر لیں کہ جو ظاہر رطوبت بدن سے نکلے اگرچہ سبب آلہ ہونا قضا نہیں تو اب اس تجسم کی
حاجت نہ رہے گی کہ آب دہان نام سے استدلال کیجئے خود آب بینی کی طہارت مصرح و منصوص ہے۔
در مختار مسائل قے میں ہے: المخاط كالبراق (ناک کی رینڈ تھوک کی طرح ہے۔ ت)۔
خود علامہ طحاوی پھر شامی فرماتے ہیں:

وما نقل عن الشافعي من نجاسة
المخاط فضعیف ۱۶

اور امام ابو یوسف سے جو منقول ہے کہ رینڈ نجس ہے
وہ ضعیف ہے (ت)

تو مسئلہ قے بلغم سے استدلال جس طرح فقیر نے کیا اسلم و احکم ہے جس میں خود علامہ طحاوی کی
اقرار ہے کہ رطوبات بلغمیہ جب دماغ سے اتری ہوں بالاجماع ناقض وضو نہیں **ثم اقول** اب
یہ نظر کرنی رہی کہ آیا کلیۃ مذکورہ ثابت ہے کہ اگر ثابت ہو تو یہاں تک استدلال علامہ طحاوی کے
خلاف دواہلیس ہو جائیں گی، مسئلہ قے و مسئلہ آب بینی کہ فقیر نے عرض کئے اور علامہ شامی کے
طور پر تین، تیسری مسئلہ آب دہان نام کہ وہ مثل براق یعنی لعاب دہن ہے اور لعاب دہن و بلغم
جنس واحد ہیں اور انھیں کی جنس سے آب بینی ہے وہی رطوبات ہیں کہ قدرے غلیظ و بستم ہوں تو
بلغم کہلائیں رقیق ہو کر منہ سے آئیں تو آب دہن غلیظ یا رقیق ہو کر ناک سے آئیں تو آب بینی۔ حلیہ
میں ہے۔

ف: مسئلہ صحیح ہے کہ آب بینی پاک ہے۔

۲۶/۱	مطبع مجتہائی دہلی	کتاب الطہارۃ	لہ الدر المختار
۹۴/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	” ” ”	لہ رد المحتار
۸۰/۱	المکتبۃ العربیہ کوئٹہ	” ” ”	حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار

فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان
ان قام بزاقا لا ینقض الوضوء بالاجماع
والبزاق ما لا یکون متجمدا منعقدا
والبلغم ما یکون متجمدا منعقدا
ہاں کلیہ مذکورہ ضرور ثابت ہے ولہذا ایسی اشیا میں علماء برابر ان کی طہارت سے حد
نہ ہونے پر استدلال فرماتے ہیں۔ حلیہ میں ہے :

ان کان ای القی بلغما لا ینقض لانه
طاهر ذکرة فی البدائے وغیرہ
ملقطا۔

اسی میں ہے :

ثم فی البدائے و ذکر الشیخ ابو منصور
ان جوابہما فی الصاعد من
حواشی الملقح و اطراف الرئة
وانہ لیس بحدث بالاجماع لانه
طاهر فی نظرات لم یصح من
المعدة لا یکون نجسا فلا یکون
حدثا۔

اداس کے نظائر کلام علماء میں کثیر ہیں کلیہ کی صریح تصریح لیجئے، خزائن المفتین میں ہے :

۱۔ مسئلہ یہ کلیہ ہے کہ جو رطوبت بدن سے بچے اگر نجس نہیں تو ناقض وضو بھی نہیں۔
۲۔ معروضہ آخری علی العلامة۔

۱۔ حلیہ المحلی شرح نیت المصلی

۲۔ " " "

۳۔ " " "

الخارج من البدن على ضربين طاهر
و نجس فخرج الطاهر لا ينتقض
الطهارة كالدمع والعرق والبراق
والمخاط ولبن بني آدم الخ۔
بدن سے نکلنے والی چیز دو قسم کی ہے ، پاک اور
ناپاک ۔ پاک کے نکلنے سے طہارت نہیں جاتی۔
جیسے آنسو، پسینہ، تھوک، رینٹھ، انسان کا
(دودھ الخ) (ت)

الحمد لله اس تقریر فقیر سے ایک تحقیق منیرہ بات آئی کہ قابل حفظ ہے فاقول حدث و
نجس کو اگر مطلق رکھیں تو ان میں نسبت عموم و خصوص من وجہ ہے نوم حدث ہے اور نجس نہیں، خمر
نجس ہے اور حدث نہیں، دم فصد، حدث و نجس دونوں ہے۔ اور خارج از بدن مکلف کی قید
لگائیں لا من بدن الانسان فیستتقض طرد او عکسا بخارج الجن والصبي (خارج
از بدن انسان نہ کہیں کہ جن اور بچہ سے خارج ہونے والی چیز کی وجہ سے کلیہ نہ جامع رہ جائے نہ مانع۔
یعنی یہ لازم آئے کہ خارج از جن کا یہ حکم نہیں اور خارج از طفل کا بھی یہ حکم ہے حالانکہ حکم میں جن
شامل ہے اور بچہ شامل نہیں۔ ت) اور اس کے ساتھ نجس سے مراد نجس بالخروج لیس یعنی وہ چیز
کہ بوجہ خروج اسے حکم نجاست دیا جائے اگرچہ اس سے پہلے اسے نجس نہ کہا جاتا (جیسے خون وغیرہ
فضلات کا یہی حال ہے، پیشاب اگر پیش از خروج ناپاک ہو تو اس کی حاجت میں نماز باطل ہو۔
اور خون تو ہر وقت رگوں میں ساری ہے پھر نماز کیونکر ہو سکے) تو ان دو قیدوں کے ساتھ حدث عام
مطلقاً ہے یعنی بدن مکلف سے باہر آنے والا ہر نجس بالخروج حدث ہے اور ہر حدث نجس بالخروج نہیں جیسے
ریح فان عینہا طاهرة علی الصحیح (اس لئے کہ خود ریح، بر قول صحیح، پاک ہے۔ ت)
تفسیر مذکورہ میں علمائے کرام نے یہی صورت مراد لی ہے ولہذا عکس کلی زمانا، اور اگر قیود مذکورہ کے
ساتھ رطوبات کی تخصیص کر لیں تو نسبت تساوی ہے ہر رطوبت کہ بدن مکلف سے باہر آئے اگر نجس
بالخروج ہے ضرور حدث ہے اور اگر حدث ہے ضرور نجس ہے تو یہاں ہر ایک کے انتقال سے دوسرے
کے انتقال پر استدلال صحیح ہے، لہذا اب بینی کہ نجس نہیں ہرگز ناقض وضو نہیں ہو سکتا و باللہ

۱۔ : حدث و نجس کی نسبتوں میں مصنف کی تحقیق منیرہ۔

۲۔ : خون پیشاب وغیرہ فضلات جب تک باہر نہ نکلیں ناپاک نہیں۔

التوفیق اور نجس میں نجس بالخروج کی قید ہم نے اس لئے زائد کی کہ اگر یہ نہ ہو اور صرف خروج از بدن مکلف کی قید رکھیں تو اب بھی نسبت عموم من وجہ ہوگی کہ ریخ حدث ہے اور نجس نہیں، اور معاذ اللہ اگر کسی نے شراب پی اور وہ قے ہوئی مگر تھوڑی کہ منہ بھر کر نہ تھی تو نجس ہے اور حدث نہیں یعنی وضو نہ جائے گا کہ قلیل ہے لیکن یہ اس کی نجاست اپنی ذات میں تھی خروج کے سبب عارض نہ ہوئی۔ درمختار میں ہے :

ماء قسم المیت نجس کف عین خمس
دہن میت کا پانی نجس ہے جیسے عین شراب یا
اوبول وان لم ينقض لقلته لنجاسته
پیشاب کی قے نجس ہے اگرچہ قلیل ہونے کی
بالاصالة لا بالجماع والورقة
وجہ سے ناقض نہیں کیوں کہ اس کی نجاست اصلاً
ہے کسی نجاست سے اتصال کی وجہ سے نہیں
ہے۔ (ت)

اور اگر رطوبات کی بھی قید برطالیں تو اب نجس عام مطلقاً ہو جائے گا کہ مسئلہ ریخ داخل نہ رہے گا اور مسئلہ خرباتی ہو گا اب کہ نجس بالخروج کی قید لگائی مسئلہ خمر بھی خارج ہو گیا اور تساوی رہی۔

فان قلت تودحين من مسألة الخمر على
الكلية الثانية القائلة ان كل حدث
نجس بالخروج فانه ان قاء الخمر
ملا الفم كان حدثا قطعاً ولم يكن
نجساً بالخروج فانه نجاسة العين۔
اگر یہ کہو کہ اس صورت میں مسئلہ شراب سے کلیۃ
دوم۔ ہر حدث، نجس بالخروج ہے۔ — پر
اعترض وارد ہو گا اس لئے کہ اگر منہ بھر کر شراب
کی قے کی تو وہ قطعاً محدث ہے اور نجس بالخروج
نہیں کیوں کہ شراب تو نجس العین ہے۔

قلت (میں کہوں گا) اس میں کوئی
عجب نہیں کہ ایک نجس چیز اپنے باہر سے کوئی
النجس نجاسة اخرى من خارج

۱۔ مسئلہ شراب کی قے بھی اگر منہ بھر نہ ہونا قاض وضو نہیں۔

۲۔ مسئلہ میت کے منہ سے جریانی نکلتا ہے ناپاک ہے۔

۳۔ نجس چیز دوبارہ نجس ہو سکتی ہے ولہذا اگر شراب پیشاب میں پڑ جائے پھر سرکہ ہو جائے پاک نہ ہوگی۔

کخبر وقعت فی بول حتی لو تخللت
لم تطهر وان ابیت فلیکن النجس
اعم مطلقا وانتفاء العام یوجب
انتفاء الخاص فبطها مرة المخاط
یثبت انه لیس بحدث و فیہ
المقصود واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور نجاست حاصل کر لے جیسے شراب جو پیشاب
میں پڑ گئی ہو، کہ اگر وہ سرکہ ہو جائے تو بھی پاک
نہ ہوگی۔ اور اگر اسے نہ مانو تو نجس عام مطلق
ہی رہے۔ اور عام کے انتفاء سے خاص کا
انتفاء بھی ضروری ہے تو یہ منہ کے پاک ہونے سے
یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ حدث نہیں۔ اور اسی
میں مقصود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

ثم أقول حقیقت امر یہ ہے کہ درد و مرض سے جو کچھ بچے اُسے ناقض ماننا اس بنا
پر ہے کہ اس میں آمیزشِ خون وغیرہ نجاسات کا ظن ہے خود محرر مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
کلام مبارک میں اس کی تصریح ہے اور وہی ان فروع کا ماخذ صریح ہے تو زکام اس کے تحت میں
آہی نہیں سکتا۔ غیہ میں ہے :

عن محمد اذا کان فی عینہ ساردا
ولیسیل الدموع منها امره بالوضوء
لا فب اخاف ان یکون ما یسیل
عنه صدیدہ

امام محمد سے منقول ہے کہ فرماتے ہیں، جب آنکھ
میں آشوب ہو اور اس سے آنسو بہتا ہو تو
میں وضو کا حکم دوں گا اس لئے کہ مجھے اندیشہ
ہے کہ اس سے بننے والا آنسو صدیدہ (زخم
کا پانی) ہو۔ (ت)

غیہ میں ہے، کذا ذکرہ بنحوہ عنہ هشام (اسی کے ہم معنی امام محمد سے روایت
کرتے ہوئے ہشام نے نوادر میں ذکر کیا ہے۔ ت)۔

ول، معروضۃ ثالثۃ علی العلامة ط۔

ول، مسئلہ تحقیق یہ ہے کہ درد و مرض سے جو کچھ بچے اُس وقت ناقض ہے کہ اُس میں
آمیزشِ خون وغیرہ نجاسات کا احتمال ہو۔

غنیہ میں ہے :

لا فرق فی ذلك بین العین وغیرہا
بل کل ما یشیر من علة من
ای موضع کان کالاذن والشدی والسرة
ونحوها فانه ناقض علی الاصح
لانه صدیقاً

وہ زخم کا پانی ہے۔ (ت)

اسی میں مثل فتح القدر تجنیس امام برہان الدین صاحب ہدایہ سے ہے :

لو خرج من سرتہ ماء اصفر و سال
نقض لانه دم قد نضج فاصفر
وصار رقیقاً

اور رقیق ہو گیا۔ (ت)

کافی میں ہے :

عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ
اذا خرج (ای من النفطة) ماء
صاف لا ینقض و فی شرح المجامع الصغیر
لقاضی خان قال الحسن بن زیاد الماء
بسنزلة العرق والدمع فلا یكون نجسا
وخروجه لا یوجب انتقاض الطہارۃ
والصحیح ما قلنا لانه دم رقیق
لم یتیم نضجه فیصیر لونه لون الماء

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ
اگر آبلہ سے صاف پانی نکلے تو وہ ناقض نہیں۔
اور قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے کہ
حسن بن زیاد نے کہا : یہ پانی پسینہ اور آنسو
کی طرح ہے تو وہ نجس نہ ہوگا اور اس کے نکلنے
سے طہارت نہ جائے گی۔ اور صحیح وہ ہے جو
ہم نے کہا اس لئے کہ وہ رقیق خون ہے جو پورا
پکا نہیں تو وہ پانی کے رنگ کا ہو جاتا ہے۔

۱۔ مسئلہ ناف سے زرد پانی بہہ کر نکلے وضو جاتا رہے۔

۲۔ مسئلہ دانے کا پانی اگرچہ صاف نہ تھا ہو صحیح یہ ہے کہ وہ بھی ناپاک و ناقض وضو ہے۔

لے غنیۃ المستملی شرح نیتہ المصلی فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکبر علی لاہور ص ۱۳۳

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲

واذا كان دما كان نجسا ناقضا للوضوء^۱
بجہ میں ہے،

لو كان في عينيه سرامد يسيل دمعها
يؤمر بالوضوء لكل وقت لاحتمال ان يكون
صدیدا۔

تبیین الحقائق میں ہے،

لو كانت بعينيه سرامد او عمش يسيل
منهما الدموع قالوا يؤمر بالوضوء
لوقت كل صلوة لاحتمال ان يكون
صدیدا او قیحا۔

خلاصہ میں ہے،

تذکر الاحتمال و رأى بلالات كانت
ودى لا يجب الغسل بلا خلاف وان
كان منيا او مذيا يجب الغسل
بالاجماع ولنا نوجب الغسل بالمذى
لكن المذى يرق باطالة المدة فكانت
مراد ما يكون صورته المذى لاحقيقة
المذى وعلى هذا لا عني ومن بعينه
مراد اذا سال الدمع ينبغى ان يتوضأ

احتمال یاد ہے اور تری دیکھی اگر دوی ہو تو بلا احتلا
غسل واجب نہیں، اور اگر منی یا مذی ہو تو
بالاجماع غسل واجب ہے اور ہم مذی سے غسل
واجب نہیں کہتے لیکن منی دیر ہو جانے سے رقیق
ہو جاتی ہے تو اس سے مراد وہ ہے جو مذی کی
صورت میں ہو، حقیقت مذی مراد نہیں
اور اسی بنیاد پر نابینا اور آشوب چشم والے
کی آنکھ سے جب آنسو بہتا ہو تو اسے ہر نماز کے وقت

ف: مسئلہ اندھے کی آنکھ سے جو پانی بے ناپاک و ناقض وضو ہے۔

۱۔ الکافی شرح الرافی

کتاب الطہارۃ

ایچ ایم سعید پبلی کراچی
دار المعرفۃ بیروت

۳۲/۱

۴۹/۱

۲۔ البحر الرائق

۳۔ تبیین الحقائق

وقت كل صلوة لاحتمال خروج القیح والصدید۔
کے لئے وضو کرنا چاہئے اس لئے کہ پیپ اور زخم کا پانی نکلنے کا احتمال ہے۔ (ت)

وجہ امام کردی میں ہے :

احتلم ولم يربللا لاغسل عليه اجاعا
 ولو منيا او مذيلا لم يلان
 الغالب انه منى مرق بمضى الزمان
 وعن هذا قالوا انت الاعشى
 او من به سر صا اذا سال المدامع
 يتوضؤ لوقت كل صلوة لاحتمال
 كونه قبحا او صدقاً۔

در اصل پیپ یا زخم کا پانی (صدید) ہو۔ (ت)
 بالجملة مجرور طوبت کہ مرض سے سائل ہو مطلقاً فی نفسہا ہرگز ناقض نہیں بلکہ احتمال خون و
 ریم کے سبب ۔

وَلِهَذَا اَلْاِمَامُ اِبْنُ اَلْاِمَامِ كِي رَاے اِس طَرَفِ گئی کہ مَسْأَلِ مَذْکُورَہ میں اِمَامِ مَحْمُودِ کَا حُکْمُ وَضُو
اِسْتِجَابِی ہے اِس لَئے کہ خُونِ وَغِیرَہ ہونا مَحْتَمَل ہے اَو رَاحْتِمَال سے وَضُو نہیں جاتا مگر یہ کہ خُبْر اَطْبَاہِیَا
عِلَامَات سے ظَننِ غَالِب ہو کہ یہ خُونِ یَارِیْم ہے تَو ضرور وَجوب ہوگا۔ فَتْحِ میں قَبِیلِ فِصْلِ فِی اَلنَّفَاسِ
فَسِّرَ مَایَا،

فی عینہ رمد یسیر دمعہا یؤمر بالوضوء
 لكل وقت لاحتمال کونہ صدیدا
 و اقول هذا التعلیل یقتضی
 انه امر استجبای فان
 الشک والاحتمال فی کونہ ناقضا

ایسا آشوب چشم ہو کہ برابر آنسو بہتا رہتا ہو
 تو ہر وقت کے لئے وضو کا حکم ہو گا اس لئے
 کہ صدیدہ (زخم کا پانی) ہونے کا احتمال ہے۔
 میں کہتا ہوں اس تعلیل کا تقاضا یہ ہے کہ یہ
 حکم استجبائی ہو اس لئے کہ اس کے ناقض ہونے

لا یوجب المحکم بالنقض اذا یقین
لا یزول بالشک واللہ اعلم نعم اذا
علمت طریق غلبة الظن باخبار
الاطباء او علامات تغلب ظن المبتلی
یجب ۱۰

میں شک و احتمال حکم نقض کا موجب نہیں اس لئے
کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ واللہ
اعلم۔ ہاں وجوب اس وقت ہوگا جب غلبہ ظن
کے طور پر علم ہو جائے اطباء کے بتانے یا ایسی علامات
کے ذریعہ جن سے مبتلا کو غلبہ ظن حاصل ہو۔ (ت)

اسی طرف ان کے تلمیذ ارشد امام ابن امیر الحاج نے میل کیا اور اس کی تائید میں فرمایا،
یشہد لهذا ما فی شرح الزاہدی عقب
هذه المسألة وعن هشام فی جامعه
ان کانت قیحا فکالمستحاضة و
الافکالصحیح ۱۰

اس پر شاہد وہ ہے جو شرح زاہدی میں اس
مسئلہ کے بعد ہے اور ہشام سے ان کی جامع میں
روایت ہے کہ اگر پیپ ہو تو مستحاضہ کی طرح ہے
ورنہ تندرست کی طرح ہے۔ (ت)

یونہی محقق بحر الرائق میں کلام فتح باب وضو میں بلا عذر و ذکر کیا اور مقرر رکھا اور باب الحيض میں
هو حسن فرمایا، اور تحقیق یہی ہے کہ حکم استنجائی نہیں بلکہ وجہ احتیاط ایجابی ہے مشائخ مذہب سے
تصریح وجوب منقول ہے، خود فتح القدير فصل نواقض الوضوء میں فرمایا،

ثم الجرح والنفطة وماء الشدع
والسرة والاذن اذا كانت لعلة
سواء على الاصغر وعلى هذا قالوا
من رمدت عينه وسال الماء منها
وجب عليه الوضوء فان استمر فلو قت
كل صلوة، وفي التجنيس الغرب

پھر زخم و آبلہ اور پستان، ثات اور کان کا پانی
جب کسی بیماری کی وجہ سے ہو تو برقوی اصح سب
برابر ہیں، اسی بنیاد پر علماء نے فرمایا: جسے
آشوب چشم ہو اور آنکھ سے پانی بجے تو اس پر
وضو واجب ہے اگر برابر بجے تو ہر نماز کے وقت
کے لئے واجب ہے۔ اور تجنیس میں ہے: آنکھ

فت: مسئلہ تحقیق یہ ہے کہ در دیاعلت سے جو رطوبت بجے اس میں صرف احتمال خون و ریم
ہونا ہی وجوب وضو کو کافی ہے اگرچہ فتح و حلیہ میں استحباب مانا۔

۱۰ فتح القدير كتاب الطهارة فصل في الاستحاضة مكتبة نوريہ رضویہ سکر ۱۶۳/۱
۱۰ حلیہ المحلی شرح منیۃ المصلی

۳ البحر الرائق كتاب الطهارة باب الحيض ایچ ایم سعید کنپی کراچی ۲۱۶/۱

فی العین اذا سال منه ماء نقض
لانه كالجرم وليس بد مع الخ
اور تقریر محقق علی الاطلاق کا جواب ان عباراتِ جلیہ سے واضح جواب بھی خلاصہ و برازیہ سے
منقول ہوئیں کہ جس طرح احتلام یاد ہونے کی حالت میں صریح مذی کے دیکھنے سے بھی غسل بالاجماع واجب
ہے حالانکہ مذی سے بالاجماع غسل واجب نہیں مگر احتیاطاً حکم واجب ہوا۔ خود محقق علی الاطلاق نے فتح
میں نقل فرمایا:

النوم مظنة الاحتلام في حال به
عليه ثم يحتمل انه كان منيا فرق
بواسطة الهواء
نیز گمان احتلام کی جگہ ہے تو اس تری کو اس کے
حوالہ کیا جائے گا پھر یہ احتمال بھی ہے کہ وہ منی
تھی جو ہوا کی وجہ سے رقیق ہو گئی۔ (ت)
اسی طرح یہاں وجود مرض مظنہ خروج خون ویرم ہے تو امر عبادات میں احتیاطاً حکم واجب ہوا۔
منحة الخالق میں ہے:

قوله وهذا التعليل يقتضي انه امر
استحباب الخ سرادة في النهربان الامر
للاجوب حقيقة وهذا الاحتمال مراجع
وبان في فتح القدير بصرح بالاجوب
وكذا في المجتبى قال يجب عليه
الوضوء والناس عنه غافلون
ما في النحة
اقول والادنى ان يقول
قول محقق "اس تعليل كاتفاضيه ہے کہ یہ حکم
استحبابی ہو" اسے نھر میں یہ کہہ کر رو کر دیا ہے
کہ امر حقیقہ واجب کے لئے ہے اور یہ احتمال راجع
ہے اور یہ کہ خود فتح القدير میں وجوب کی تصریح ہے
اسی طرح مجتبى میں ہے کہ اس پر وضو واجب ہے
اور لوگ اس سے غافل ہیں اھ منحة کی عبارت
ختم ہوئی۔ (ت)
اقول اولی یہ کہنا ہے کہ وجوب پر

۱: تطفل على الفتح.

۲: تطفل على النهس.

۱۰ فتح القدير كتاب الطهارة فصل في نواقض الوضوء مكتبة نوريه رضويه ۳۴/۱
۱۱ فصل في الغسل ۵۴/۱
۱۲ منحة الخالق على البحر الرائق كتاب الطهارة ايجام سميحہ پنی کراچی ۳۲ و ۳۳/۱

ان الوجوب منصوص علیہ کما نقلہ
فی فتح القدیر وذلک لما علمت ان
المحقق انما نقلہ فی النواقض بلفظہ قالوا
و بحث بنفسہ فی الحيض ان لا وجوب
ما لم يغلب علی الظن با صراحة او اخبار
طبيب -

نص موجود ہے جیسا کہ اسے فتح القدیر میں نقل کیا ہے
اس لئے کہ ناظر کو معلوم ہے کہ حضرت محقق نے
تصریح وجوب بلفظ قالوا (مشائخ نے فرمایا)
نقل کی ہے اور باب حیض میں خود بحث کی ہے
کہ جب تک کسی علامت یا طبیب کے بتانے سے
غلبہ ظن نہ حاصل ہو، وجوب نہیں۔ (ت)

انہ میں صاحب بحر نے بھی کلام فتح پر استدراک فرما کر مان لیا کہ یہ حکم وجوب کے لئے ہے۔
باب الحيض میں فرمایا،

وهو حسن لكن صرح في السراج الوهاج
بأنه صاحب عذر فكان الامر لا يجاب.
غرض خلیقین تسلیم کئے ہوئے ہیں کہ مدار اس رطوبت کے خون و ریم ہونے پر ہے قول تحقیق
میں احتیاطاً احتمال دم پر ایجاب کیا اور خیال محقق و تلمیذ محقق میں جب تک دم کا غلبہ ظن
نہ ہو استحباب رہا۔

ولهذا اشك رمدی محقق ابن امیر الحاج نے بجا یہ قیہ بڑھائی کہ اس کا رنگ متغیر ہو
جس سے احتمال خون ظاہر ہو۔ حلیہ میں فرمایا،
وعلى هذا فما فيه (ای فی المجتبى)
ان من رمدت عينه فسال منها
ماء بسبب رمد يتقض وضوءه انتهى
ينبغي ان يحمل على ما اذا كان الماء
الخارج من العين متغيرا بسبب ذلك
اه مختصراً -

اس بنیاد پر کلام مجتبى جس کی آنکھ میں آشوب ہو
اور اس کی وجہ سے آنکھ سے پانی بکے تو وضو جاتا
رہے گا۔ انتہی۔ اس صورت پر محمول ہونا چاہئے
جب آنکھ سے نکلنے والا پانی اس کی وجہ سے
بدلا ہوا ہو۔ اہ مختصراً۔ (ت)

اقول اور تحقیق وہی ہے کہ وجود مرض مظنہ دم ہے اس کے ساتھ شہادت صورت کی
ف: تفضل علی الحلیۃ -

لہ البحر الرائق کتاب الطہارۃ باب الحيض
لہ حلیۃ الحلی شرح غیۃ المصلی
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۱۶/۱

حاجت نہیں جس طرح مسئلہ مذی میں معلوم ہوا۔

ولہذا امام برہان الدین صاحب ہدایہ نے کتاب التجنیس والمزید میں ناف سے جو پانی نکلے اس کے زور و رنگ ہونے کی شرط لگائی کہ احتمال دہریت ظاہر ہو کما قد منا نقلہ (جیسا کہ ہم اس کی عبارت پہلے نقل کر چکے - ت)۔

اقولؒ اور یہ منافی تحقیق نہیں کہ امام ممدوح کا یہاں کلام صورت وجود مرض میں نہیں اور بلا مرض بلا شبہ حکم دہریت کے لئے شہادت صورت کی حاجت۔

ولہذا امام حسن بن زیاد نے فرمایا اور وہ ایک روایت نادرہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہے اور جوہرہ وینابیع وغیرہا بعض کتب میں اس پر جزم کیا اور امام حلوانی نے غارش اور آبلے والوں کے لئے اس میں وسعت بتائی کہ دانوں سے جو صاف ستھرا پانی نکلے نہ ناپاک ہے نہ ناقض دہریت کی رنگت کی صفائی احتمال خون و یم کو ضعیف کرتی ہے،

کما تقد من نقلہ و ذکر الطحطاوی
نفسہ فی حاشیئہ علی مراقی الفلاح
ما نصحہ عن الحسن ان ماء النقطۃ
لا ینقض قال الحلوانی وفیہ توسعة
لعم یہ جوب او جدری او مجل فی
الجوهرة عن الینابیع الماء الصافی
اذ اخرج من النقطۃ لا ینقض (الحاشیہ)
قولہ قال العارف باللہ سیدی عبد الغنی
النابلسی وینبغی ان یحکم بروایۃ عدم
النقض بالصافی الذی یخرج من النقطۃ
فی فی الحمصۃ وان ما یخرج منها

جیسا کہ اس کی نقل گزر چکی اور خود سید طحطاوی
نے اپنے حاشیہ مراقی الفلاح میں یہ لکھا ہے،
حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ آبلہ کا پانی
ناقض وضو نہیں۔ امام حلوانی نے فرمایا، غارش،
پچھک اور آبلے والوں کے لئے اس میں وسعت
ہے۔ اور جوہرہ میں ینابیع سے نقل ہے کہ جب
آبلے سے صاف پانی نکلے تو ناقض نہیں (الی قولہ)
عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی نے فرمایا،
کہ الحمصہ میں آبلے سے نکلنے والے صاف پانی
کی وجہ سے عدم نقض کی روایت پر حکم
ہونا چاہئے اور یہ کہ اس سے جو نکلتا ہے وہ

ف، مسئلہ دانے سے جو صاف ستھرا پانی نکلے متعدد روایات میں پاک ہے اور اس
سے وضو نہیں جاتا۔ کھجلی والوں کو اس میں بہت وسعت ہے بحال ضرورت اس پر عمل کر سکتے ہیں
اگرچہ قول صحیح اس کے خلاف ہے۔

لا ینقض اذا کان ماء صافیا۔

ناقض نہیں جب کہ صاف پانی ہو۔ (ت)

والجہرۃ تیرۃ کی عبارت یہ ہے،

العرق المدعی اذا خرج من البدن فانه

عرق مدعی (نار و کاڈورا) بدن سے نکلے تو وضو

لا ینقض لانه خیط لامائع واما الذی

نہ جائے گا اس لئے کہ وہ کوئی سیال چیز نہیں بلکہ

یسبل منه ان کان صافیا لا ینقض

ایک دھاگا ہے، اور بدن سے جو بہتا ہو اگر صاف

قال فی السابغ الماء الصافی الخ۔

ہے تو ناقض نہیں۔ ینا یسج میں کہا : صاف

پانی الخ۔ (ت)

یہاں بھی اگرچہ صحیح وہی ہے کہ صاف پانی بھی ناقض مگر نہ اس لئے کہ مطلقاً جو رطوبت مرض سے

نکلے ناقض ہے بلکہ اسی وجہ سے کہ دانوں آبلوں کے پانی میں ظن رائج یہی ہے کہ خون و ریم رقیق ہو کر پانی

ہو گئے کما اسلفنا عن الامام فقیہ النفس قاضی خان (جیسا کہ امام فقیہ النفس قاضی خان

سے نقل گزری۔ ت)

باجملہ ان کے کلمات قاطبہ ناطق ہیں کہ حکم نقض احتمال و ظن خون و ریم کے ساتھ دار ہے نہ کہ زکام

سے ناک بہی اور وضو گیا بحران میں پسینہ آیا اور وضو گیا پستان کی قوت ماسکہ ضعیف ہونے سے دودھ

بہا اور وضو گیا ہرگز نہ اس کا کوئی قائل نہ قواعد مذہب اس پر مائل۔

اقول ان تمام دلائل قاہرہ و حل بازغ کے بعد اگر کچھ بھی نہ ہوتا تو یہ استظهار آپ ہی

واجب الرد تھا زکام ایک عام چیز ہے غالباً جیسے دنیا بنی کوئی فرو بشر جس نے چند سال عمر پائی ہو اُسے

کبھی نہ کبھی اگرچہ جاڑوں ہی کی فصل میں زکام ضرور ہوا ہوگا یقین عادی کی رُو سے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام

۱۔ مسئلہ بدن سے نار و کاڈورا نکلنے سے وضو نہ جائے گا۔

۲۔ مسئلہ نار سے رطوبت بے وضو جانا رہے اگرچہ صاف سفید پانی ہو۔

۳۔ مسئلہ بحران کے پسینہ سے وضو نہیں جاتا۔

۴۔ معروضۃ سابعۃ علی العلامة ط۔

۱۔ حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح فصل نواقض الوضو دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۸۸ و ۸۹

۲۔ الجوہرۃ النیر کتاب الطہارۃ مکتبۃ امدادیہ ملتان ۸/۱

تا بعین اعلام و اتمہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خود بھی عارض ہوا ہو ایسی علوم بلوی کی چیز میں اگر نقص وضو کا حکم ہوتا تو ایک جہان اس سے مطلع ہوتا مشہور و مستفیض حدیثوں میں اس کی تصریح آتی ہوتی، کتب ظاہر الروایۃ سے لے کر متون و شروح و فتاویٰ سب اس کے حکم سے مملو ہوتے نہ کہ بازہ سو برس کے بعد ایک مصری فاضل سید علامہ ططاوی بعض عبارات سے اُسے بطور احتمال نکالیں اور خود بھی اُس کے اصل موضع بیان یعنی نواقض وضو کے ذکر تک اُس کی طرف اُن کا ذہن نہ جائے حالانکہ آبِ رمد وغیرہ کا مسئلہ درمختار میں وہاں بھی مذکور تھا باب الجیض میں جا کر خیال تازہ پیدا ہو ایسا خیال زہار قابل قبول نہیں ہو سکتا تمام اصولی حدیث و اصول فقہ اس پر شاہد ہیں ہاں جسے رُعاف یعنی ناک سے خون جانے کا مرض ہے اور اسی حالت میں اُسے زکام ہوا اور خون نکلنے کے غیر اوقات میں جو ریزش زکام کی آتی ہے سرخی لے متغیر اللون آتی ہے جس سے آمیزش خونِ مطنون ہے تو اس صورت میں نقص وضو کا حکم ظاہر ہے۔

وانما شرطنا ههنا تغيير اللون
المذكور لان العلة وان كانت
موجودة فالمغاط لا يحدث منها
اعني من الرعاف فاذا كانت صافيا
كان من محض الزكام واذا تغير
استند تغييره الى الرعاف
بناء على الظاهر وان امكن استناده
الى اسباب اخره هذا ما عندى وارجو ان
يكون صوابا ان شاء الله تعالى ورايتني
كتبت على هامش نسختي الغنية
عند قوله ناقض على
الاصح لانه صديد

یہاں ہم نے رنگ مذکور کے بدلنے کی شرط رکھی
اس لئے کہ بیماری اگرچہ موجود ہے مگر اس سے
یعنی نکسیر سے ریٹھ نہیں آتی تو اگر وہ صاف ہے
تو خالص زکام سے ہے اور رنگ بدلا ہوا ہے تو
ظاہر پر بنا کرتے ہوئے اس کے تغیر کی نسبت
نکسیر کی جانب ہوگی، اگرچہ دوسرے اسباب کی
جانب بھی استناد ممکن ہے۔ یہ وہ ہے
جو میرے نزدیک ہے اور امید رکھتا ہوں کہ درست
ہوگا اگر اللہ نے چاہا۔ اور میں نے دیکھا کہ اپنے
نسخہ غنیہ کے حاشیہ پر اس کی عبارت ناقض
على الاصح لانه صديد (بر قول اصح وہ
ناقض ہے اس لئے کہ وہ زخم کا پانی ہے) لکھا

ف: مسئلہ جسے ناک سے خون جاتا ہو اسی حالت میں اُسے زکام ہو اور ریزش سرخی لے نکلے
اگرچہ اس وقت خون بہنا معلوم نہ ہو اس کی یہ ریزش بھی ناقض وضو ہے۔

مانصہ۔

قلت تعليله النقض بانہ
صدید بعد استظہار الطحاوی
النقض بالزکام کونہ ماء سال
من علة وتعقبہ الشامی
بما صرحوا بان ماء فم
النائب طاهر وانت کام
منتنا۔

اقول نکت فیہ انت النوم
یرخی والمکث ینتف فلم
یلزم کونہ من علة، وانما
الناقض ما منها
فافہم۔

لکنی اقول الزکام امر عام
ولعلہ لم یکن انما
الابتلی بہ فی عمرہ مراراً
ومتیقن انہ وقع فی کل قرن و
کل طبقۃ بل کل عام و فی عمرہ الرسالۃ
ومن الصحابة وایام الاثمة بل لعلہم
ترکوا بانفسہم ایضا فلکان ناقضاً لوجب
ان یشتر حکم ویلاذ الاسماع ویعم
البقاع ویتدفق منہ بحاس الاسفاس
قد یمما وحدیث لا انت

تحت میں نے یہ لکھا ہے،

قلت صدید (زخم کا پانی) ہونے سے
نقض کی تعلیل علامہ طحاوی کے اس استظہار
کو بعید قرار دیتی ہے جو زکام کے ناقض وضو ہونے
سے متعلق انھوں نے لکھا ہے اس لئے کہ وہ
ایک بیماری سے بہنے والا پانی ہے اور علامہ شامی
نے اس پر علماء کی اس تصریح سے تعاقب کیا،
کہ سونے والے کے منہ کا پانی پاک ہے اگرچہ
بدبودار ہو۔

اقول لیکن اس پر یہ کلام ہے کہ غینہ
کی وجہ سے اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں (اس
لئے منہ کا پانی باہر آ جاتا ہے) اور دیر گزرنے سے
بدبو پیدا ہو جاتی ہے تو یہ لازم نہ آیا کہ وہ پانی
کسی بیماری کی وجہ سے نکلا ہے اور ناقض وہی ہے
جو کسی بیماری سے ہو۔ تو اسے سمجھو۔

لکنی اقول (لیکن میں کہتا ہوں)
زکام ایک عام چیز ہے شاید کوئی انسان ایسا نہ گزرا
ہو جسے اپنی عمر میں چند بار زکام نہ ہوا ہو۔ اور
یقین ہے کہ ہر قرن، ہر طبقہ بلکہ ہر سال واقع ہوا
ہے اور عہد رسالت، زمانہ صحابہ اور دور ائمہ میں
بھی ہوا ہے بلکہ خود ان حضرات کو بھی زکام ہوا ہوگا
اگر یہ ناقض وضو ہوتا تو ضروری تھا کہ اس کا حکم
مشہور ہو، لوگوں کے کان اس سے خوب غیب
آشنا ہوں کہ سارے علاقوں میں پھیل جائے
اور فقہ و حدیث کی قدیم و جدید کتابیں اس کے ذکر

لا يذکر فی شیء من الکتب و یقف
موقوفاً الى ان یتخرجہ العلامة
الطحاوی علی وجه الاستظهار
فی القرن الثالث عشر، وقد علمت
ان ما کان هذا شأنه لا یقبل
فیہ حدیث روی احاداً لان
الأحادیة مع توفر الداعم
امارة الغلط۔

۵۰ و ۵۱

والذی یظنہ العبد الضعیف
ان ما کان خروجه معتاداً و
لا ینقض لا ینقض ایضاً اذا فحش و
ان عد حیث نذ علة فیما یعد الا
تروی ان العرق لا ینقض فاذا فحش
جدد اکما فی بحرات المحموم
او بعض الامراض لم ینقض
ایضاً وكذلك الدمع واللبث و
الریق فكذا المخاط ومن ادل دلیل
علیه ما اجمعوا علیه
ان من قاء بلغها فان

سے لبریز ہوں۔ نہ یہ کہ کسی کتاب میں اس کا
کوئی ذکر نہ ہو اور تمام سابقہ صدیاں یوں ہی
گزر جائیں یہاں تک کہ تیرھویں صدی میں علامہ
طحاوی بطور استظهار اس کا استخراج کریں،
جب کہ معلوم ہے کہ جو ایسا عام معاملہ ہو اس
میں بطریق آحاد روایت کی جانے والی حدیث
بھی قبول نہیں کی جاتی اس لئے کہ کثرت اسباب
دوائی کے باوجود آحاد سے مروی ہونا غلطی
کی علامت ہے۔

اور بندہ ضعیف کا خیال یہ ہے کہ جو
چیز عادت نکلتی ہے اور ناقص نہیں ہوتی وہ
بہت زیادہ نکلے تو بھی ناقص نہ ہوگی اگرچہ
ایسی صورت میں اسے کسی بیماری کے دائرے
میں شمار کیا جائے۔ دیکھئے پسینہ ناقص وضو
نہیں اگر یہ بہت زیادہ آئے جیسے بخار کے
بحران یا بعض امراض میں ہوتا ہے تو بھی ناقص
نہیں۔ اسی طرح آنسو، دودھ، تھوک،
تو یہی حکم ناک کی ریزش کا بھی ہوگا، اور
اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے جس پر
اجماع ہے کہ بلغم اگر سر سے آنے والا ہے تو اس

۱۔ لا یقبل حدیث الاحاد فی موضع عموم البلوی فکیف برأی عالم متأخر۔

۲۔ مسئلہ مصنف کی تحقیق کہ جو چیز عادت بدن سے بہا کرتی ہو اور اس سے وضو نہ جاتا ہو
جیسے آنسو، پسینہ، دودھ، بلغم، ناک کی ریزش وہ اگرچہ کتنی ہی کثرت سے نکلے ناقص وضو نہیں اگرچہ
اس کی کثرت بجائے خود ایک مرض گنی جاتی ہو۔

نازک لا ینقض وانت ملأ الفم
ومعلوم انه لا اختلاف فی البلغم
وماء الزکام فی الحقیقة وما یملأ الفم
کثیر فوجب عدم النقص بالزکام هذا
ما ظهر لی والله تعالی اعلم ما کتبت
علیه ونقلته لما اشتغل علی بعض
قوائد ، والله سبحانه ولی التوفیق وبه
الوصول الی ذری التحقیق والحمد لله
علی ما علم وصلى الله تعالی علی
سیدنا و آله وسلم سبحانه
وتعالی اعلم۔

کی قے منہ بھر کر ہو جب بھی ناقض وضو نہیں۔ اور
معلوم ہے کہ درحقیقت بلغم اور آب زکام میں کوئی
اختلاف نہیں اور اتنی مقدار جس سے منہ بھر جائے
کثیر ہے، تو ضروری ہے کہ زکام سے بھی وضو نہ جائے۔
یہ وہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
میرا حاشیہ ختم ہوا۔ اسے اس وجہ سے میں نے
نقل کر دیا کہ بعض قوائد پر مشتمل ہے۔ اور خدائے پاک
ہی مالکِ توفیق ہے اور اسی کی مدد سے تحقیق کی
بلندی تک رسائی ہے اور خدا ہی کا شکر ہے
اس پر جو اس نے تعلیم فرمایا۔ اور ہمارے آقا
اور ان کی آل پر خدائے برتر کا درود و سلام ہو۔
واللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم۔